

آیۃ اللہ العظمیٰ اعلم العلماء سید سبط حسین جائسی نبیرۃ حضرت غفران مآب

ابو البلاغہ مولانا سید علی داور، مدیر ماہنامہ ’مبلغ‘، لکھنؤ

سرکار موصوف کا حلقہ تدریس بہت وسیع تھا، بڑے بڑے فاضل درس خارج میں شریک تھے، مگر آپ کی ذکاوت اور قابلیت نے سرکار موصوف کی خاص توجہ اپنی طرف مبذول کر لی، اکثر افاضل آپ سے مذاکرہ کرنا اپنا شرف سمجھتے تھے۔ ۶ برس کامل آپ درس خارج میں شریک رہے، اسی دوران میں آپ نے ایک زبردست علمی استدلالی رسالہ حوالہ قلم کیا جس کو آقائے موصوف دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور اجازہ اجتہاد عطا فرمایا۔

۱۳۱۴ھ میں سامرہ کی سکونت ترک کی، کربلائے معلیٰ تشریف لائے اور تدریس خارج و سطح میں اشتغال فرمایا۔ غالباً ڈیڑھ برس وہاں مقیم رہ کر ۱۳۱۶ھ میں نجف اشرف میں سکونت گزیرے ہوئے، اس زمانہ میں سرکار مرزا حبیب اللہ ششتی صاحب ’بدایع الوصول‘ کے درس خارج کی شہرت حد سے سوا تھی۔ آپ نے سرکار موصوف کے درس خارج میں شرکت فرمائی۔ یوں تو درس خارج میں مایہ ناز اور جید افاضل شریک تھے مگر آپ کا تبحر علمی سب سے زیادہ آپ کو ممتاز بنائے ہوئے تھا، گویا زمانہ آپ کی مخالفت میں کروٹیں بدل رہا تھا، مصائب کا ہجوم تھا، آلام کی شدت تھی، مگر آپ کی ہمت پست نہ ہوئی اور پائے استقلال میں تزلزل پیدا نہ ہوا اگر کوئی دوسرا آپ کی جگہ پر ہوتا تو یقیناً پریشان ہو کر ہمت ہار جاتا، مگر یہ صرف آپ ہی کی ذات ستودہ صفات تھی کہ ہر مشکل کا مقابلہ جواں مردی سے کیا، نہ رات کو رات سمجھا، نہ دن کو دن تصور کیا،

آپ کا آم مہلک ”سید سبط حسین“ (صاحب قبلہ) ہے۔ صغریٰ ہی سے آپ کو پڑھنے لکھنے سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ تحصیل علم سے طبیعت کی مناسبت اور خداداد ذہانت نے آپ کو بہت جلد معراج کمال پر پہنچا دیا۔ سترہ برس کی عمر میں آپ نے فقہ و اصول و منطق و فلسفہ کا نصاب ختم کر لیا۔

کسمنی میں درسیات ختم کر کے آپ نے اتنی قابلیت پیدا کر لی کہ مسلم الثبوت علماء کرام نے اپنی جلالت علمی کا اثر لیتے ہوئے آپ کو درجہ اجتہاد پر فائز تسلیم کر لیا تھا چنانچہ آپ نے ایک رسالہ استدلالی تحریر فرما کر علماء کے سامنے پیش کیا، سرکار حضرت تاج العلماء نے اجازہ اجتہاد آپ کو مرحمت فرمایا، یہ علمی رسالہ آپ کی قابلیت پر غیر معمولی روشنی ڈالتا ہے۔

۱۷ سال کی عمر میں ہر حیثیت سے آپ اس قابل تھے کہ مسند اجتہاد پر صحیح معنوں میں جلوہ افروز ہوتے۔ اجازہ اجتہاد کے بعد مزید تعلیم کی چنداں ضرورت نہ تھی، مگر آپ کی علم دوست طبیعت نے یہ پسند نہ کیا کہ محض ایک اجازہ پر اکتفا کرتے بلکہ آپ ہندوستان سے تحصیل مزید کے لئے عراق تشریف لے گئے۔

سفر عراق: ۱۳۰۸ھ کی ابتدا تھی آپ نے ایک زمانہ معینہ کے لئے ہندوستان کی سکونت ترک فرمائی اور عراق پہنچ کر سامرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ آقا مرزا محمد حسین شہرستانی کے درس خارج میں انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہو گئے۔

نہ گرمی کی فکر کی، نہ سردی کا خیال کیا، تقریباً ۲۰ گھنٹہ کتب بینی اور درس خارج کی شرکت میں اور افاضل طلاب کو درس خارج وسطی دینے میں صرف ہو جاتے تھے۔ ۶ برس کامل درس خارج میں شرکت کی۔ اس کے بعد آپ نے ایک معرکہ الآرا رسالہ استدلالیہ تحریر فرمایا جس کو ملاحظہ کر کے آقا میرزا سرکار حبیب اللہ رشتی نے اجازہ اجتہاد آپ کو مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد ہی آپ نے علمائے عراق کے پہلو بہ پہلو درس خارج کہنا شروع کیا۔ آپ کی علمی قابلیت کا لوہا علمائے عراق مان گئے۔ کثرت سے ذی استعداد طلبہ انتہائی جوش کے ساتھ آپ کے درس خارج میں شریک ہوتے تھے، ایک فیض عام جاری تھا، تشنگان علوم اسی دریائے علم سے آکر سیراب ہوتے تھے۔ ایک مدت تک آپ نجف اشرف میں درس خارج کہا کئے پھر کربلائے معلی تشریف لائے اور وہاں بھی کامل چھ برس اپنے درس خارج وسطی سے طلاب کو فائدہ پہنچایا۔

آپ نے میرزا محمد حسین شیرازی، میرزا حبیب اللہ رشتی، میرزا محمد حسین شہرستانی، آغا شیخ علی یزدی سے ۱۲ سال میں کل فقہ و اصول کا دورہ ختم کیا۔ آپ فی زمانہ ہندوستان کے عدیم المثال مجتہد اور تبحر علمی میں اپنے استاد معظم حضرت بحر العلوم کی زبردست یادگار ہیں۔

تصانیف: مشارع الشرائع عربی، منہاج التحقیق مباحث الفاظ عربی، تحقیق الادلۃ عربی وغیرہ کتب مذکورہ کے علاوہ متعدد کثیر اُردو، عربی، فارسی میں مختلف مباحث میں آپ کی تصنیفات ہیں جو بسبب طول کے درج نہیں کی گئیں۔

تلامذہ: زبدۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد، جناب مولانا مفتی محمد علی صاحب قبلہ خلف محقق کامل مفتی محمد عباس صاحب قبلہ، آقا سید علی سیستانی مجتہد، آقا سید علی

بحرینی مجتہد، مرزا محمد طہرانی، آقا سید اصفہانی مجتہد، مولانا محمد ابراہیم صاحب زنگی پوری، جناب مولانا محمد یعقوب صاحب زنگی پوری وغیرہ مذکورہ بالا تلامذہ کے علاوہ کثیر تعداد میں شاگرد ہیں جن کے نام درج نہیں کئے، فی زمانہ ہندوستان میں اعلیت اس مقدس ہستی میں منحصر ہے۔

اس وقت آپ کی ذات مرجع خلق ہے۔ آپ کا قیام جو نیور میں ہے۔ طبیب روحانی ہونے کے علاوہ آپ طبیب جسمانی بھی ہیں بکثرت مریضوں کو آپ کے علاج سے خدا نے شفاۓ کامل عطا فرمائی ہے۔ شہرت اور نام و نمود سے آپ کو قطعاً نفرت ہے، گوشہ نشینی میں آپ زندگی بسر کرتے ہیں، ظاہری شان و شوکت سے آپ کا دل بیزار ہے، موجودہ اولاد حضرت غفران مآب میں آپ کی شخصیت قابل صد فخر ہے، آپ کے مقلدین کی فہرست بہت طولانی ہے اگر زمانہ مہلت دیتا اور رسالہ مبلغ کی عدم گنجائش سدراہ نہ ہوتی تو آپ کے مفصل حالات حوالہ قلم کئے جاتے مگر وقت کی تنگی نے رہوار قلم کو آگے چلنے سے معذور رکھا ہے۔ اگر زندہ ہیں تو پھر کبھی مفصل حالات قلمبند ہوں گے۔

(۱۳۹۹ھ)

اعلم العلماء کی توصیف میں قدسی جاسی اپنے مسدس 'خاندان اجتہاد' میں فرماتے ہیں:

حجة الاسلام، کھف المسلمین، سبط حسین
خضر ملت، شمع ایمان، رکن دیں سبط حسین
شمس عرفان، پیشوائے عارفین سبط حسین
ساقی سر چشمہ عین الیقین سبط حسین

رونق بزم شریعت آفتاب اجتہاد

روح اصلاح و صلاح و جان ارشاد و رشاد

انحصارِ اعلیت ہے اسی کی ذات پر
آپ اپنی مثل ہے یہ صاحب فضل و ہنر
علم و حکمت کا یہ ہے وہ آفتاب جلوہ گر
تارے جسکے سامنے بے نور آتے ہیں نظر

بحر بے ساحل، علوم عقلی و نقلی میں طاق
شہرہ اسکے علم کا ہندوستان سے تا عراق

اپنے اجداد گرامی کی طرح بے اریاب
یہ بھی ہے روشن ضمیر و ہادی راہ صواب
اسکے استدلال سے بھی ہے مخالف لا جواب
باب شہر علم سے یہ بھی ہوا ہے فیضیاب

کیوں نہ ہو اندازہ مشکل اسکی استعداد کا
فارغ التحصیل سترہویں برس یہ ہو گیا

ہیں مفید صاحبان علم افادات اسکے بھی
مایہ نازِ جہان علم افادات اسکے بھی
موجب صد عز و شان علم افادات اسکے بھی
کائناتِ آسمان علم افادات اسکے بھی

جلوہ گر الفاظ سے تنویر مہر و ماہ ہے
ہر تجلی رہبر منزل ہے خضر راہ ہے

منبع فضل و کرامت مجمع اوصاف ہے
اسکا دامن شرف بھی صاف اور شفاف ہے
یہ وحید العصر ہے، یہ خاتم الاسلاف ہے
یہ فرید الدہر ہے یہ قدوة الاخلاف ہے

واجب الاکرام ہے، شائستہ تعریف ہے
بیشک اسکی ذات مستغنی عن التوصیف ہے

یہ ہے وہ مہر مبین آسمان اجتہاد
جس کی تنویروں سے روشن ہے جہان اجتہاد
یہ ہے وہ چشم و چراغِ خاندان اجتہاد
جس نے روشن کر دیا نام و نشانِ اجتہاد

اس کے دم سے زیب وزین مسند غفران مآب
اس کی محفل ہے جواب محفل رضواں مآب

جس پہ نازش ہے شرف کو وہ شرف والا یہ ہے
فاضلین و کاملین دہر میں کیٹتا یہ ہے
احمدی اخلاق کا آئینہ سرتا یہ ہے
مختصر یہ ہے کہ اچھوں سے بہت اچھا یہ ہے

کھول دیتا ہے بہ آسانی یہ عقدے علم کے
مشکلیں رہتی نہیں ہیں مشکلیں اسکے لئے

ہے جو فکر یادگار حضرت غفران مآب
اسکا دل ہے سوگوار حضرت غفران مآب
رنگ لائے لالہ زار حضرت غفران مآب
عام ہو فیض بہار حضرت غفران مآب

وہ کتابیں جلد شائع ہوں ہدایت کے لئے
جو بصیرت بخش ہیں اہل بصارت کے لئے



از مطلع انوار

تالیف مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، پاکستان

سید سبط حسین، (مجتہد)

ولادت: ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء فات: ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء

سید سبط حسین ابن سید رمضان علی جاسی لکھنوی

جناب غلام حسین صاحب کی دختر جناب امۃ الہادی کے فرزند

تھے۔ موصوف کی ولادت جناب سلطان العلماء کی وفات کے

بعد بقول شمس صاحب ۱۵/ شعبان ۱۲۸۳ھ کو ہوئی۔ کسی نے قطعہ تاریخ کہا:

قبلہ^(۱) و کعبہ چو برخاست ازیں دار فنا
ای کہ گرد رہ او افسر تارک باشد
پسر دختر فرزند وی آمد بوجود
ای کہ در مولد او ماہ چو صحنک باشد
سال تاریخ وی از چرخ کہن پرسیدم
گفت نوسبط حسین است مبارک باشد

حسن اتفاق یہ بھی ہے کہ ”حضرت صاحب الزمان“ ہم عدد نام ہے۔ اس خصوصیت کے علاوہ ماحول بھی یہ تھا کہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ سلطان العلماء کے گھر اور علماء و اکابر کی گودیوں میں پلے بڑھے۔ ابتدائی استاد مولانا حبیب حیدر تھے اور اعلیٰ اساتذہ مولانا محمد حسین صاحب بحر العلوم، ملاذ العلماء سید بچھن صاحب، تاج العلماء سید علی محمد صاحب سے قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ و معقولات کا درس لیا۔ طب میں حکیم محمد جی سے فیض اٹھایا۔

ذہانت و قابلیت کے جوہر میں محنت نے چار چاند لگا دیئے۔ اساتذہ سے جو کچھ حاصل کرتے طلباء کو درس دے کر اسے اور جلا دیتے تھے۔ اصول فقہ و فقہ سے بہت شغف تھا۔ اہل سنت کے کتب فقہ و اصول پڑھتے بھی تھے اور پڑھاتے بھی تھے۔ اس طرح ابتدائی میں تقابلی مطالعہ شروع کر دیا تھا۔

۱۹۰۱ء میں لکھنؤ سے تعلیم مکمل کر کے باب مدینۃ العلم کا رخ کیا۔ نجف سے کر بلا اور کر بلا سے سامرہ گئے۔ جہاں آقائے بزرگ میرزا محمد حسین شیرازی، نجف میں میرزا حبیب اللہ

(۱) قبلہ و کعبہ سے مراد ہیں سلطان العلماء سید محمد ابن غفران مآب ولد اعلیٰ جن کی وفات مفر ۱۲۸۳ھ کو ہوئی، قبلہ و کعبہ جناب مولانا غلام حسین صاحب کے والد تھے۔

رشتی اور شیخ علی یزدی، کر بلا میں میرزا محمد حسین شہرستانی جیسے اہم ترین اشخاص مسند اجتہاد کی زینت تھے۔ جناب سبط حسین نے سب سے فیض اٹھایا، لیکن خصوصیت سے آقائے شہرستانی اور آقائے شیرازی کے درس میں تیرہ سال صرف کر کے دو مکمل دورے اور تیسرے دورے میں نصف دورہ سے زیادہ میں حاضری دی۔ اور فقہ و اصول میں کمال اجتہاد تک پہنچے۔

آقائے محمد حسین شہرستانی کے درس کی یاد ہمیشہ رہی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر آقائے شہرستانی اور زندہ رہتے تو میں زندگی بھر ان کے درس میں پڑھنے جایا کرتا۔

آقائے شہرستانی بھی بہت قدر و عزت کرتے اور درس خارج کہنے کی فرمائش کرتے تھے، مگر مولانا نے احتراماً درس شروع نہ کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ارشاد کی تعمیل میں درس خارج دینا شروع کیا۔ یہ درس کر بلا میں دیا کرتے تھے۔ ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۲۳ھ تک عراق و ایران کے شیوخ و اکابر سے اجازات لے کر وطن واپس آئے۔

لکھنؤ کے علماء نے آپ کا زبردست خیر مقدم کیا اور آپ کی علمی عظمت سب نے مانی۔ جناب علن صاحب قبلہ کے بعد مولانا سبط حسین صاحب برصغیر کے مرجع مان لیے گئے۔

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ اور مدرسہ منصبیہ میرٹھ میں صدر مدرس رہے۔ اپنے عہد کے سب سے بڑے اصولی ہونے کی وجہ سے علماء و طلباء نے استفادہ کیا۔ درس کے علاوہ آپ نے بڑی اہم کتابیں بھی تالیف فرمائیں۔

اصول و فقہ، عقائد و کلام کے علاوہ عربی و فارسی و اردو ادب و شعر میں غیر معمولی اقتدار حاصل تھا۔

طب میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، فن میں درجہ اجتہاد اور علاج میں دستِ شفا تھا، حیرت انگیز علاج کیے اور

حیران کن تشخیص و تجویز فرمائی۔

آخر عمر میں جو نیور چلے گئے تھے اور وہیں ۴ مارچ ۱۹۵۲ء جمادی الثانیہ ۱۳۷۱ھ کو رانی جنت ہوئے۔

اولاد:

آپ کے متعدد فرزند تھے اور ہیں ان میں جناب محمد باقر صاحب شمس تارخ و ادب میں مشہور ہیں۔

تصانیف:

(۱) زواہر الددر، احوال حضرت حجت (اردو) مطبوعہ

(۲) ہات الغدیر عن خبر الغدیر (اردو) مطبوعہ

(۳) صفائح العقیان فی بحث تحریف القرآن (اردو) مطبوعہ

(۴) مشارع الشرایع، اصول فقہ (عربی) خطی

(۵) فرائد الافکار، بحث در نظریہ (عربی) خطی

(۶) عرائس الافکار فقہ استدلالی (عربی) مطبوعہ

(۷) تحفة العوام جدید (اردو) مطبوعہ

(۸) شرح صومیہ اثنا

(۹) حواشی تحیۃ الاحکام (اردو) مطبوعہ

(۱۰) حواشی جامع عباسی (اردو) مطبوعہ

(۱۱) عشریہ بھائی استدلالی (عربی)

(۱۲) تکملہ منتھی الافکار غفران مآب (عربی)

غیر مطبوعہ

(۱۳) منہاج الاصول

(۱۴) تحقیق الاصول

(۱۵) معارج الفقہ، استدلالی

(۱۶) منجزات مریض، مطبوعہ، تاج العلماء نے اس

رسالے پر اجازہ مرحمت فرمایا۔

(۱۷) رسالہ مفردہ در ولایت بالغۃ رشیدہ، غیر مطبوعہ

(۱۸) تاج الکرامہ فی اثبات الامامہ، غیر مطبوعہ

(اکثر تالیفات خصوصاً قلمی و غیر مطبوعہ مؤلفات، کتب خانہ

سید العلماء مولانا علی نقی صاحب میں محفوظ ہیں)

مولانا محمد باقر شمس

(تذکرہ بے بہا، ص ۱۷۶ / سرفراز لکھنؤ / ذمہ الخواطر، ج ۸ ص ۱۵۷

/ تکملہ نجوم السماء)

نظم

بروفات حسرت آیات حضرت اعلم العلماء

مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ متوفی

۵ / مارچ ۱۹۵۲ء مطبوعہ اخبار سحاب لکھنؤ مئی ۱۹۵۲ء

مصنفہ مولانا سید علی اظہر عابدی صاحب اظہر فیض آبادی

(مرحوم)

السلام اے صاحب فضل تمام

السلام اے ساکن دار السلام

السلام اے مالک جود و سخا

السلام اے سالک راہ رضا

السلام اے ہادی دین میں

السلام اے حاکم شرع متین

عاشق و شیدائے شاہ مشرقین

اصل معنوں میں تھا تو ”سبط حسین“

لا نہیں سکتا جہاں تیرا جواب

یادگار حضرت غفراں مآب

اعلم دوراں فقیہ حق شناس

تیرا ہر اک فعل تھا حکمت اساس

تیرے ایثار و کرم کی داستاں
 آج ہے احباب کے دردِ زباں
 سادگی پر تیری رنگینی نثار
 فقر وفاقہ میں بھی شکر کردگار
 اس قدر تھا تجھ کو ذوقِ بندگی
 گوشہٴ عزلت میں کاٹی زندگی
 مجتہد، واعظ، محدث اور خطیب
 حکمت یوناں کا ماہر اور طبیب
 رہبر دیں اور مطیعِ پُشتن
 جس پہ شاہد تیرے کردارِ حسن
 علمیتِ پیشِ اربابِ نظر
 تیری ذاتِ خاص میں تھی منحصر
 مجتہد کیا مجتہد گر تیری ذات
 چشمہٴ حق تیری چشمِ التفات
 موت سے تیری بپا کہرام ہے
 رونما اک انقلابِ عام ہے
 علم منطق گنگ، حیراں فلسفہ
 ہو گیا بے سود علمِ ہندسہ
 کیوں نہ بنیادِ توانی ہو ضعیف
 اٹھ گیا دنیا سے جب اس کا ردیف
 اک بیانِ غمِ معانی و بیاں
 بحرِ عرفاں تو نہیں جو درمیاں
 اب حدیث و فقہ کے محکمِ اصول
 کون بتلائے گا اے روحِ اصول
 علمِ ہیئت بن گیا تصویرِ غم
 ہو گئی ”تصریح“ خود تفسیرِ غم

جب نہیں دنیا میں تجھ سا باکمال
 غیر پھر کیوں کر نہ ہو حالِ رجال
 عازمِ نحوِ جنان اے خوش سیر
 عالمِ ہستی سے کی صرفِ نظر
 عرش سے تا فرش ہے تیری ہی دھوم
 ماہرِ علمِ رُل، علمِ نجوم
 فضل پر تیرے جہاں مفتون تھا
 علمِ طب میں صاحبِ قانون تھا
 دانشیں تھا تیرا اندازِ کلام
 تو وہ متکلم تھا اے عالی مقام
 غم میں تیرے سینہٴ تاریخِ شق
 اے کتابِ دہر کے زریں ورق
 تیرے سجادہ کو خالی دیکھ کر
 ہو گئی محرابِ طاعت خمِ کمر
 مسجد و محراب و منبرِ نوحہ خواں
 درد میں ڈوبی موزن کی اذال
 کیوں نہ ہو اظہرِ زمانہ سوغوار
 موتِ عالم جب ہے موتِ روزگار
 تحریر سنگِ مزارِ اقدسِ علمِ العلماء حضرت مولانا سید سبط حسین
 صاحبِ قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ (صدر امام باڑہ جوپور)

جسٹس سید مہدی حسن عزم جوپوری

سبط حسینِ علم دیں آفتابِ علم
 قائم ترے وجود سے تھی آب و تابِ علم
 اے نائبِ امامِ نگہدارِ علم دیں
 لاکھوں ترے کرم سے ہوئے فیضیابِ علم

پلا رندان میہ آشام کو بھر بھر کے پیمانہ
یہ کیسا بخل ساقی، پھول کو کانٹے میں تلوانا
دکھا کر جا چکی جب لیلیٰ شب نازِ جانانہ
عروس صبح نے گھونگھٹ اٹھایا بے حجابانہ
صدا الحمد کی آتی ہے اوراق گل تر سے
بنا ہے غنچہ غنچہ باغ کا تسبیح کا دانہ
یہ کون انگڑائیاں لے لے کے گذرا طور سے موسیٰ
بقدر قوت دیدار دیکھا اور نہ پہچانا



بت بھی اس حسنِ خدا ساز پہ قرباں ہو جائے
کافر آنکھوں کو جو دیکھے تو مسلمان ہو جائے
ہائے وہ زلف کو بکھرا کے کسی کا کہنا
جس کو ہونا ہے پریشان وہ پریشان ہو جائے
جان لینا کہ ہوا ختم اسیر گیسو
آپ سے آپ اگر زلف پریشان ہو جائے



مکالمہ حضرت امیر المومنینؑ و فرزند رسول حضرت امام حسینؑ

میں ہوں کونین میں شیرازہ بند عالم امکاں
مرے ہاتھوں میں نظم عالم خلاق عادل ہے
ابوطالب کا پیارا مفخر اولاد ہاشم ہوں
میں ابنِ فاطمہ بنتِ اسد ہوں شیر کا دل ہے
پدر ہیں آپ کے گر شہر یار کشور بطحا
پدر میرا جہاں میں آپ سا سلطان عادل ہے
محمدؐ کا جگر ہے شاہِ خیبر گیر کا دل ہے
مری دریا دلی ہم صورتِ دامن ساحل ہے

غفراں مابِ بحر تھے تو دُر بے بہا
وہ آسمانِ علم تھے تو آفتابِ علم
تھا منزلوں بلند فقیہانِ عصر سے
تو بیسویں صدی کا تھا غفراں مابِ علم
شاہد تھا تیرا فقر، قناعت گواہ تھی
کرتا تھا تو تائسی کردار بابِ علم
اب مل کے سب پکارو کہ اندھیر ہو گیا
وا حسرتا کہ ڈوب گیا آفتابِ علم
اے عزمِ صحنِ عالم اجسام چھوڑ کر
ضوِ پاشِ اب جناب میں ہوا آفتابِ علم
۲ ۵ ۹ ۱ ۶

نمونہ کلام

نسیم گشت میں ہے بلبلوں کا پہرا ہے
یہی سبب ہے کہ پھولوں کا رنگ ٹھہرا ہے



منظور نظر حق کو از بسکہ تقابل تھا
دونوں کی زمانے پر یوں فرضِ مودت کی
گر نام چپا جائے دنیا میں یدِ اللہ کا
تسبیح پڑھی جائے خاتونِ قیامت کی



نگاہوں میں کچے کیا خاک ساقی رنگِ میخانہ
کہ چشم بے مروت کی طرح خالی ہے پیمانہ
نیاز و ناز میں ڈوبا ہوا ہے رنگِ میخانہ
صراحی سر جھکائے ہاتھ پھیلائے ہے پیمانہ
ترے دستِ حنائی نے بنایا ایسا دیوانہ
ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے اپنی جان پروانہ

اگر ماں آپ کی مسند نشین بزمِ عفت ہیں
تو صدرِ محفلِ تطہیر میری ماں کی منزل ہے
اگر بیتِ الولادة آپ کا مسجود عالم ہے
تو میری ماں کا دامن آپ کے سجدے کے قابل ہے



سوارِ دوشِ پیغمبر ہیں بابا آپ بھی لیکن
مرے ہاتھوں میں باگیں بن گئیں زلفیں پیمر کی



ٹھیک اتری قامتِ حسنینؑ پر زرہ رسولؐ
آج تو چھوٹے بڑے دونوں برابر ہو گئے



تو شہا بحرِ امامت کا وہ گوہر نکلا
انبیاءؑ میں بھی نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا
حد ہے بس اے پسرِ بنتِ رسولؐ الثقلین
ناقہ بن کر تری ڈیوڑھی سے پیمر نکلا



جو دل پہ گذرتی ہے گذرتی ہے گذر جائے
ایسا نہ ہو چہرہ مرے قاتل کا اتر جائے
یوں منتظرِ دید کی پھرتی ہیں نگاہیں
جیسے کوئی دیوانہ ادھر آئے ادھر جائے
جس نے کبھی دنیا میں نہ دیکھی ہو کوئی راہ
وہ در سے تمہارے اگر اٹھے تو کدھر جائے
جو تم پہ مرے وہ رہے تا حشرِ سلامت
جو غیر پہ دے جان نہ مرتا ہو تو مرجائے



آخری صنعتِ صنایعِ ازل کے شہکار
رکھ دیا ہاتھ سے قدرت نے قلم تیرے بعد



حضرتِ حر کے مریچے کے ایک بند کی بیت

عفوِ تقصیر پہ دیتی ہے گواہی توبہ
ورنہ انجام وہ ہوتا کہ الہی توبہ



بہار آتے ہی تازہ ہو گیا پھر داغِ تنہائی
جگر میں درد اٹھا چوٹِ مدت کی ابھر آئی
یہ کس یوسف کی بیٹھے بیٹھے ہم کو یاد آج آئی
کہ سو ٹکڑے ہوا اک چاکِ دامانِ شکیبائی
بس اتنا یاد ہے جب لی تھی اس نے ہنس کے انگڑائی
تو دل تھامے مرے منہ تک مری آہ رسا آئی
کوئی کہہ دے کریں گلشن میں گل بھی جلوہ آرائی
قدم دھلوا کے شبنم سے عروسِ نو بہار آئی
جسے دیکھو گلستاں میں سبقِ آموزِ الفت ہے
ادھر سبزے نے کروٹ لی ادھر بیلوں نے انگڑائی
صداِ الحمد کی آتی ہے اوراقِ گل تر سے
لب جو اتفاقاً گر کسی غنچہ کو چھینک آئی
عرقِ آیا کسی غنچہ کے ماتھے پر جو گلشن میں
پسینہ پونچھے پھولوں کے دامن سے ہوا آئی
نسیمِ صبحِ گلشن آج سر پر ہر گل تر کے
دوپٹے ہلکے ہلکے جا کے شبنم کے اوڑھا آئی
ملک بھی دیکھتا رہتا ہے رنگِ محفلِ خوباں
ادھر زلفِ سیہ بکھری ادھر کالی گھٹا آئی

شگاف کعبہ میں جب دل کی آنکھوں سے زیارت کی
ملی تصویر ایوان مجازی میں حقیقت کی
وہ پیشانی جلال سرمدی جس سے نمایاں ہے
وہ پیشانی جگانے والی جو دنیا کی قسمت کی
وہ صورت جس پہ خود حسن ازل سوجان سے صدقے
وہ گھونگر والی زلفیں جو سنواری دست قدرت کی
دہن وہ ہے سبق جس نے دیا عالم میں وحدت کا
زباں وہ ہے جو شاہد ہے محمدؐ کی رسالت کی



ہزیمت جب مسلمانانِ یثرب کو ہوئی پیہم
کئی دن تک نہ بولے کچھ رسول اللہ کے ڈر سے
کہا مجبور ہو کر تیسرے دن وقت مغرب کے
کہ عاجز آگئے ہیں ہم سپہ سالار لشکر سے
یہ سن کر شہ نے فرمایا کہ اچھا تم نہ گھبراؤ
ملے گا تم کو وہ سالار خوبیِ مقدر سے
وہ لیث غابہ صولت وہ فارس وہ ابوالہجیا
نہنگان و غا سوتے نہیں جس شیر کے ڈر سے
خدا و مصطفیٰ عاشق ہیں جس کے بد و فطرت سے
لکھی ہے نام پر یہ فتح جس کے عالم زر سے
سمیٹیں لیلیٰ شب نے جو بکھرائی ہوئی زلفیں
سحر آئی گریباں چاک دست شاہ خاور سے
بلا کر حضرت سلمانؓ کو فرمایا محمدؐ نے
مری جانب سے اے سلمانؓ کہو تم جا کے حیدرؓ سے
بلایا ہے رسول اللہ نے جنگاہ میں تم کو
صف آرائی کرو میدانِ خیبر میں چلو گھر سے

پلا دے بادہ گل رنگ ساقی آج رندوں کو
کہ ہر چھینٹے میں خیبر کی نظر آئے صف آرائی
بہت کیں کوششیں لڑنے میں اصحابِ پیہر نے
کسی صورت سے نوبت فتح خیبر کی نہ جب آئی
ہزیمت پر ہزیمت لشکر اسلام نے پائی
سپہ سالار لشکر کی شکایت متصل آئی
ہوئے لڑنے سے سرداران لشکر بھی ادھر عاجز
تو حضرتؓ نے زبان وحی سے یہ بات فرمائی
کہ کل بھیجوں گا اس کرار کو میدانِ خیبر میں
محمدؐ جس کا عاشق ہے، خدا ہے جس کا شیدائی
رسول اللہ اٹھ بیٹھے بس اتنا کہہ کے محفل سے
کسی کے نام نامی کی نہیں تصریح فرمائی
مگر سمجھے وہ جو حیدرؓ کے تھے دل سے تولائی
نبیؐ کو ایک مہجور وطن کی یاد آج آئی
چمن پیرائے فطرت، مظہر اسرار ربانی
شہنشاہ نجف، مہر سپہر مسند آرائی
عماد الاتقیاء شیرازہ بند عالم امکاں
سریر آرائے قدرت، صاحب اکیلی دارائی
ابوالہجیا، امیر النخل، حیدرؓ، فاتح خیبر
ابوطالبؓ کا پیارا، صاحب معراج کا بھائی



جب دختِ رز کا تڑکے تڑکے پیام آیا
رندوں نے کھولیں آنکھیں گردش میں جام آیا
رنگوئیں اب نمازی مے سے لباس تقویٰ
ساقی خدا کے گھر میں بن کر امام آیا



خدا کے واسطے اس کی خلافت میں نہ شک کرنا
نماز میت ختم الرسل جس نے پڑھائی ہے



اک آہ بھری کس نے مرقد میں قیامت کی
مٹی ابھر آئی ہے بیٹھی ہوئی تربت کی
اب آئے ہو بالیں پر حد ہو گئی غفلت کی
جب ڈوب چکیں نبضیں بیمار محبت کی
دکھلا دو کشش جلدی تم جذبہ الفت کی
ڈوبی ہوئی نبضیں ہیں بیمار محبت کی
ناداں ہیں جو کہتے ہیں گردوں پہ شفق پھولی
پلٹی ہوئی آہیں ہیں بیمار محبت کی
دل لے لیا پہلو سے اور میں نے نہ پہچانا
کیا رسم تھی اک یہ بھی تقریب محبت کی
توڑے ہوئے عہدوں سے اب جوڑ دو دل میرا
کیا بھول گئے شرطیں پیمان محبت کی
صحرا میں بگولوں نے دل تھام لیا اپنا
اف کہہ کے جو گرداٹھی بیٹھی ہوئی تربت کی
پھرتی ہوئی آنکھوں میں تصویر ہے الفت کی
جاتی ہوئی دنیا ہے بیمار محبت کی
وہ مئے دے مجھے ساقی شب آج ہے وصلت کی
ہر بوند سے جس مئے کی بو آئے محبت کی
مئے یا تو غدیری ہو یا چشمہ کوثر کی
پیانے کی مٹی ہو اک فاضل طینت کی
عکس ابروئے ساقی کا پڑ جائے جو مینا پر
شیشہ میں نظر آئے محراب عبادت کی

ملی پیغمبری سلمان کو جب ختم الرسالت سے
اڑا لائی امامت کی ہوا یثرب میں خیبر سے
امیر المؤمنین سجادہ طاعت پہ بیٹھے تھے
کہ ناگہ یہ صدا سلمان کی آئی جانب در سے
بلایا ہے جناب سید لولاک نے شاہا
سلاح حرب سج کر یا علی چلے بس اب گھر سے
مدینہ سے گئے ہیں جو جواں لڑنے کو خیبر میں
پلٹ آتے ہیں وہ کھا کھا کے گھونگھٹ قلب لشکر سے
یہ سننا تھا کہ لی جوش و غا میں تن کے انگڑائی
ابھر آئیں سمٹ کر مچھلیاں بازوئے حیدر سے
رد آلود تھیں اُس دن جو عین اللہ کی آنکھیں
ید اللہ ہاتھ رکھ کے دوش سلمان پر چلے گھر سے
تڑپتا تھا کوئی شوقی لوا میں صورت بسمل
کسی کے اشک حسرت گر رہے تھے دیدہ تر سے
کہ ناگہ شاہ خیبر گیر بھی اس شان سے آئے
کہ جس سے دیکھنے والوں کے ہوش اڑنے لگے سر سے
شکن ماتھے پہ بل ابرو پہ اور بگڑے ہوئے تیور
نمایاں خون مرحب سرخی چشم غضنفر سے



ولی اللہ کے گھر میں دلہن یہ کون آئی ہے
فدا سو جان سے جس پر عروس پارسائی ہے
جلالت کیسی اے خاتون محشر تم نے پائی ہے
تمہارا کفو وہ ہے ہاتھ میں جس کے خدائی ہے
اگر ہے ساری دنیا مہر اے مخدومہ عالم
تو وجہ اللہ کا چہرہ تمہاری رونمائی ہے

کیا تاب ہے ساقی کی رو کے جو مجھے در پر
میں شاہ ولایت کا مئے شاہ ولایت کی
یہ مہر اگر ٹوٹے ساقی سے کہے قلقل
اللہ نے کعبہ میں حیدر کی ولادت کی
تھا خالی مکاں سارا کوئی نہ تھا واں اصلا
در آئیں جو کعبہ میں ماں شاہ ولایت کی
بیٹھیں جو مصلے پر محراب عبادت میں
اٹھ اٹھ کے قیامت نے تعظیم امامت کی
پیدا ہوا کعبہ میں وہ مصحف ربانی
تفسیر بنیں زلفیں والشمس کی صورت کی
خالق نے تمام اپنی مخلوق پہ نعمت کی
صورت میں محمد کی آیت ہے امامت کی
جلوہ جو کیا رخ نے شام شب گیسو میں
مغرب سے کرن پھوٹی خورشید امامت کی
دیوار حرم کھل کر کس شوق سے یہ بولی
ایوان مجازی میں طلعت ہے حقیقت کی
ہاتھوں پہ لئے دل کو پھر کعبہ سے وہ نکلیں
تصویر نظر آئی اللہ کی قدرت کی
قلقاریاں مارے گا ذکر در خیبر پر
مچھلی ابھر آئے گی بازوئے شجاعت کی
سردار دو عالم نے لے کر انھیں ہاتھوں پر
دیدے کے زباں منہ میں تعلیم محبت کی
دوڑا کے لہو اپنا رگ رگ میں ید اللہ کے
ہر جزو امامت میں تقسیم نبوت کی
او جلوہ جاناناں او حسن ید اللہی
اللہ رے کشش تیرے جذبات محبت کی

جھک کر جو بلائیں لیں تیرے خم ابرو کی
اب تک نہ ہوئی سیدھی محراب عبادت کی
کونین کا یہ سلاطین مکہ کی وہ شہزادی
تسنیم کا یہ مالک خاتون وہ جنت کی
زوجہ اسد اللہ کی ماں گیارہ اماموں کی
عمران کی بہو، بیٹی سلطان رسالت کی
منظور نظر حق کو از بسکہ تقابل تھا
یوں فرض اٹھانے پر دونوں کی اطاعت کی
گر نام چپا جائے دنیا میں ید اللہ کا
تبیخ پڑھی جائے خاتون قیامت کی



نخل ماتم حسینؑ کو غفران مآبؑ نے سرسبز کیا

آج لکھنؤ جو دار العزاء سمجھا جاتا ہے، یہ اثر ہے اسی مقدس
ہستی کا جس نے اکثر امام باڑوں سے پہلے اپنے ہاتھ
سے عزا خانہ حسین کا سنگ بنیاد نصب کیا اور پہلے پہل
مجالس بناء کئے بلکہ حضرت سلطان العلماء کو اجازہ میں
عزاداری میں منہمک رہنے کی وصیت کی۔

ہند میں غفران مآبؑ نے اجتہاد کی تخم

ریزی کی

زیادہ تر اہل علم و کمال ہندوستان کے اسی
مقدس ذات کی طرف منتہی ہوتے ہیں اور
ارباب اجتہاد کی اصل غفران مآبؑ ہی ہیں۔